از عدالت عظمی

چیرمین، گرڈ کارپوریشن آف اوریسا لمیٹڈ (گرڈکو) اور دیگران

بنام

شریمتی۔ سکمانی داس اور دیگر وغیرہ

15 ستمبر 1999

[جی ٹی ناناوتی اور ایس این پھکن، جسٹسز]

آئین ہند :1950 آرٹیکل 226—بجلی کا جھٹکا لگنے سے موت—کارپوریشن کی ملکیت میں بجلی کی ترسیل کے تار زمین پر پڑے ہوئے—سڑک پر چلتے ہوئے مرجانا، ٹوٹے ہوئے تار کے رابطے میں آنا، موت کا سبب بننا—کارپوریشن کے خلاف متوفی کی بیوہ کی طرف سے معاوضے کا دعوی—کارپوریشن کی طرف سے اس بنیاد پر ذمہ داری سے انکار کہ موت ان کی لاپرواہی کی وجہ سے نہیں بلکہ گرج چمک اور بجلی گرنے کی وجہ سے ہوئی ہے—عدالت عالیہ نے دعوے کی اجازت دی اور معاوضے کا حکم دیا—اپیل پر، جہاں حقائق کا متنازعہ سوال شامل ہے، آرٹیکل 226 کے تحت عرضی درخواست مناسب علاج نہیں ہے—صرف کارپوریشن کی طرف سے بجلی کی ترسیل لائن کی ملکیت ایوارڈ دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔ معاوضہ—دعویداروں کے ذریعہ تشدد اور لاپرواہی کے اقدامات کو پہلے قائم کرنا ضروری ہے—کارپوریشن کو یہ ثابت کرنے کا موقع نہیں دیا گیا کہ ان کے ذریعہ مناسب دیکھ بھال اور احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں—عدالت عالیہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے عرضی درخواست پر غور کرنے میں غلطی کی۔

بارش کے دن پی سڑک پر چلتے ہوئے سڑک کے اس پار پڑے بجلی کے تار سے ٹکرا گیا اور بجلی کا جھٹکا لگنے سے اس کی موت ہوگئی۔ متوفی کی بیوہ نے اپیل کنندہ کارپوریشن کے خلاف اس بنیاد پر معاوضے کا دعوی کرتے ہوئے ایک عرضی درخواست دائر کی کہ کارپوریشن کی لاپرواہی کی وجہ سے بجلی کا تار ٹوٹ گیا تھا۔ تاہم، اپیل کنندہ کارپوریشن نے اس بنیاد پر اپنی ذمہ داری سے انکار کیا کہ موت ان کی لاپرواہی کے نتیجے میں نہیں بلکہ خدا کے عمل کی وجہ سے ہوئی ہے۔ گرج چمک اور بجلی گرنے کی وجہ سے تار ٹوٹ گیا تھا اور اطلاع ملتے ہی بجلی منقطع ہوگئی۔ عدالت عالیہ نے عرضی درخواست کو منظور کرتے ہوئے 100000 روپے کا معاوضہ دیا۔ ناراض اپیل کنندہ کارپوریشن نے موجودہ اپیل دائر کی ہے۔

اپیل کنندہ کارپوریشن کا استدلال یہ تھا کہ ہائی کورٹ کی جانب سے ان کی طرف سے اٹھائے گئے مخصوص دفاع کے پیش نظر عرضی درخواستوں کی سماعت کرنا اور کم مواد کی بنیاد پر لاپرواہی کے نتیجے پر پہنچنا انتہائی نامناسب تھا۔ مدعا علیہ دعویداروں کی طرف سے ہائی کورٹ کے سامنے پیش کیا گیا اور جس پر جرح نہیں کی گئی۔ یہ ثابت کرنے کے علاوہ کہ موت بجلی کا کرنٹ لگنے سے ہوئی ہے، مدعا علیہ کے ذریعہ یہ بھی ثابت کرنا ضروری تھا کہ بجلی کا کرنٹ کس حالات میں واقع ہوا ہے اور یہ موت مرنے والوں کی کسی غفلت کی وجہ سے نہیں

ہوئی ہے۔

اپیلوں کو مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد 1.1: عدالت عالیہ نے عرضی درخواستوں پر غور کرنے میں غلطی کی حالانکہ وہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کے استعمال کے لیے موزوں مقدمات نہیں تھے۔ یہ طے شدہ قانونی حیثیت ہے کہ جہاں حقائق کا متنازعہ سوال شامل ہے وہاں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت درخواست مناسب علاج نہیں ہے۔[463–بی–ای]

1.2۔عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر کارروائی میں غلطی کی کہ چونکہ متوفی اپیل گزاروں کی بجلی کی ترسیل کی لائنوں کے ٹوٹے ہوئے براہ راست تاروں کے ساتھ رابطے میں آنے کے نتیجے میں بجلی کے جھٹکے کی وجہ سے ہوئی تھی جو کہ "تسلیم شدہ طور پر پہلی نظر میں اپیل گزاروں کی طرف سے لاپرواہی کے مترادف ہے"۔عدالت عالیہ اس بات کی تعریف کرنے میں ناکام رہی کہ یہ تمام مقدمات تشدد کی کارروائیاں تھیں اور سب سے پہلے دعویداروں کے ذریعے لاپرواہی کو ثابت کرنے کی ضرورت تھی۔محض یہ حقیقت کہ اپیل کنندہ نمبر 1 سے تعلق رکھنے والی بجلی کی ترسیل لائن کا تار ٹوٹ گیا تھا اور متوفی اس کے رابطے میں آیا تھا اور اس کی موت ہو گئی تھی، معاوضے کے لیے خود ہی کافی نہیں تھی۔اس بات کا بھی جائزہ لینا ضروری تھا کہ آیا تار اپیل گزاروں کی کسی لاپرواہی کے نتیجے میں ٹوٹا تھا اور کن حالات میں متوفی تار کے رابطے میں آیا تھا۔ان معاملات میں سے ہر ایک میں اپیل گزاروں کی طرف سے اٹھائے گئے مخصوص دفاع کے پیش نظر وہ یہ ثابت کرنے کے موقع کے حقدار تھے کہ ٹرانسمیشن لائنوں کو برقرار رکھنے میں مناسب دیکھ بھال اور احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں اور پھر بھی تار ان کے قابو سے باہر حالات یا تیسرے فریق کی غیر مجاز مداخلت کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے یا یہ کہ متوفی کی موت درخواست گزاروں کے بیان کردہ انداز میں نہیں ہوئی تھی۔ان سوالات کا فیصلہ صرف حلف نامے کی بنیاد پر صحیح طریقے سے نہیں کیا جا سکتا تھا۔عدالت عالیہ کورٹ درخواست گزاروں کو سول کورٹ سے رجوع کرنے کی ہدایت کرنی چاہیے تھی۔[B-C-D-E-F–463]

شکنتلا دیوی بنام دہلی الیکٹرک سپلائی، [1995] 2 ایس سی سی 369، ناقابل اطلاق قرار دیا گیا۔

سنچلکشری اور دیگر بنام وجے کمار رگھو ویر پرساد مہتا اور دیگر رجے ٹی (1998) 8 ایس سی 55، کا حوالہ دیا گیا۔

2۔تاہم، اپیل گزاروں کے منصفانہ موقف کے پیش نظر کہ یہ اپیلیں صرف آزمائشی مقدمات کے طور پر دائر کی گئی ہیں اور وقت کے طویل وقفے کے پیش نظر وہ جواب دہندگان کو پہلے سے ادا کی گئی رقم کی وصولی نہیں کریں گے، عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلوں کو مسترد نہیں کیا جاتا ہے۔[464–بی–سی]

دیوانی اپلیٹ دائرہ اختیار 1999: وغیرہ کی دیوانی اپیل نمبر 5074۔

1997 کے او جے سی نمبر 3351 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے مورخہ 25.11.97 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے جی ایل سنگھی اور آر کے مہتا

جواب دہندگان کے لیے اے کے پانڈا، محترمہ کے سارداد یوی، امریندر بال اور وی کے مونگا۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جی۔ ٹی۔ ناناوتی، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔ فریقین کے فاضل وکلاء کو سنا۔

10 اپیلوں کے اس بیچ میں جو سوال غور کے لیے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ کو آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرنے اور عرضی درخواست گزاروں کو معاوضہ دینے میں جائز قرار دیا گیا تھا حالانکہ اپیل گزاروں ـــ جو مذکورہ عرضی درخواستوں میں مدعا علیہان تھے، نے اس بنیاد پر اپنی ذمہ داری سے انکار کیا تھا کہ اموات ان کی لاپرواہی کے نتیجے میں نہیں ہوئیں، بلکہ خدا کے کسی عمل یا کچھ دوسرے افراد کے اعمال کی وجہ سے ہوئیں۔

حتمی حکم کے پیش نظر جو ہم منظور کرنے کی تجویز کرتے ہیں، ان تمام معاملات کے حقائق بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ لہذا ہم صرف ایک کیس کے حقائق بیان کریں گے ـــ 1998 کے ایس ایل پی (سی) نمبر 5909 سے پیدا ہونے والی دیوانی اپیل۔ 1997 کا او جے سی نمبر 3351 ہونے کی وجہ سے ایک تحریری درخواست سکومنی داس نے دائر کی تھی جس میں دعوی کیا گیا تھا کہ وہ گاؤں اوڈنگی کے پرتاپ چندر داس کی بیوہ ہے اور بجلی کے جھٹکے سے اپنے شوہر کی موت کے معاوضے کی مانگ کی تھی۔ عرضی درخواست میں کہا گیا کہ 4.8.1996 پرتاپ چندر داس نے اپنے گاؤں سے مارکیٹنگ کے لیے دوسری جگہ جاتے ہوئے اپنے گاؤں واپس جانے کا فیصلہ کیا کیونکہ آسمان میں سیاہ بادل جمع ہو گئے تھے اور گرج چمک بھی تھی۔ جب وہ واپس آ رہے تھے تو بارش شروع ہو گئی تھی اور جب وہ گوسی پٹنہ ـــ امارا روڈ پر چل رہے تھے تو ان کا رابطہ ایک برقی تار سے ہوا جو اوورہیڈ بجلی کی لائن سے ٹکرا کر سڑک کے اس پار پڑا ہوا تھا۔ مزید کہا گیا کہ بجلی کی ترسیل کی لائن کو مناسب طریقے سے برقرار نہ رکھنے میں گرڈ کو اور اس کے افسران (اپیل کنندگان) کی لاپرواہی کی وجہ سے بجلی کا تار ٹوٹ گیا تھا اور اس لیے وہ اپنی لاپرواہی کے لیے ہرجانہ ادا کرنے کے ذمہ دار تھے۔ اپنے دعوے کی حمایت میں درخواست گزار نے ایف آئی آر کی انکوائری رپورٹ اور پوسٹ مارٹم نوٹ کی ایک کاپی پیش کی تھی۔ مزید کہا گیا کہ اگرچہ اس نے معاوضے کی ادائیگی کے لیے گرڈ کو نمائندگی کی تھی لیکن اس نے اس کی ذمہ داری سے اختلاف کیا تھا اور کوئی معاوضہ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے اپنے شوہر کی موت کے لیے 300000 روپے کے معاوضے کا دعوی کیا، کیونکہ اس کا شوہر 53 سال کا تھا جب اس کی موت ہوئی، وہ گروسری کی دکان چلا رہا تھا اور ماہانہ 3000 روپے کما رہا تھا۔ اپنے جوابی حلف نامے میں اپیل گزاروں نے کہا کہ گرج چمک اور بجلی گرنے کی وجہ سے 12 ڈبلیو ایل ٹی لائن کا ایک کنڈکٹر ٹوٹ گیا تھا حالانکہ مناسب حفاظت فراہم کی گئی تھی۔ جیسے ہی امارا گاؤں میں رہنے والے لائن ہیلپر سے لائن ٹوٹنے کی اطلاع ملی تو بجلی منقطع کر دی گئی۔ اس کے بعد اپیل کنندہ کے افسران اس جگہ پر پہنچے اور دیکھا کہ بجلی گرنے کی وجہ سے ایک زنجیر کا موصلیت توڑ گیا تھا اور محافظ کے ساتھ کنڈکٹر بھی اس زنجیر کے موصلیت سے ٹکرا گیا تھا اور سب اسٹیشن کا فیوز بھی پھٹ گیا تھا۔ ان کے جوابی حلف نامے میں مزید کہا گیا کہ تفتیش پر افسران کو معلوم ہوا کہ پرتاپ چندر داس کی

موت بجلی گرنے سے ہوئی تھی نہ کہ اس وجہ سے کہ وہ ٹوٹے ہوئے براہ راست تار کے رابطے میں آیا تھا۔ دفاع کے ذریعے کہا گیا کہ 12 ڈبلیو ایل ٹی لائن خدا کے ایک عمل کی وجہ سے ٹوٹی تھی نہ کہ اپیل کنندہ اور اس کے افسران کی طرف سے کسی لاپرواہی کی وجہ سے۔ اس طرح، اپیل گزاروں نے اس حقیقت کی تردید کی تھی کہ پرتاپ چندرداس کی موت زندہ برقی تار کے رابطے میں آنے کے نتیجے میں ہوئی تھی اور یہ دفاع بھی کیا تھا کہ اگرچہ پرتاپ چندرداس کی موت زندہ برقی تار کے ساتھ معاہدہ کرنے کے نتیجے میں ہوئی تھی، یہ خالصتاً خدا کے عمل سے پیدا ہونے والا حادثہ تھا اور اس کی موت اپیل گزار اور اس کے افسران کی طرف سے ٹرانسمیشن لائن کو برقرار رکھنے میں کسی لاپرواہی کی وجہ سے نہیں تھی۔ اپیل گزاروں کی جانب سے ہائی کورٹ کے سامنے یہ بھی دلیل دی گئی کہ عرضی درخواست مناسب علاج نہیں ہے کیونکہ عرضی درخواست گزار کی طرف سے بیان کردہ حقائق ان کے ذریعے متنازعہ تھے اور فریقین کے درمیان تنازعہ کا فیصلہ دونوں فریقوں کی طرف سے ثبوت پیش کیے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تاہم، عدالت عالیہ نے اس معاملے کو اس کی خوبیوں کی بنیاد پر آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا اور مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر 100000 روپے کا معاوضہ دیا :

"صبر کے ساتھ، ہم نے متعلقہ فریقین کی طرف سے پیش کردہ عرضیوں پر غور کیا ہے۔ ریکارڈ کے مشاہدے پر، پولیس رپورٹ اور پوسٹ مارٹم رپورٹ سے واضح نتیجہ نکلتا ہے کہ متوفی کی موت ایک چارج شدہ بجلی کے تار کے ساتھ رابطے میں آنے کی وجہ سے ہوئی تھی جو کٹے جانے کے بعد گاؤں کے راستے پر پڑا ہوا تھا، بغیر کسی دیکھ بھال کے اور اس طرح گرڈ کارپوریشن نے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔ درخواست گزار قانونی طور پر اپنے شوہر کی موت کی وجہ سے معاوضے کا حقدار ہے۔ عرضی درخواست کے دعووں سے، جو بظاہر متضاد نہیں ہیں، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ متوفی خاندان کا واحد روٹی کمانے والا تھا اور وہ درخواست گزار کو پیچھے چھوڑ کر مر گیا۔ سماجی حیثیت کے حوالے سے جس میں صلاحیت، خاندان کا انحصار اور معاوضے کی مقدار کا دعوی کیا گیا ہے، ہمارا خیال ہے کہ ایک لاکھ روپے کا مجموعی معاوضہ مناسب رقم ہوگی۔"

دیگر عرضی درخواستوں میں بھی اپیل گزاروں کی جانب سے لاپرواہی کا الزام لگاتے ہوئے اموات کے معاوضے کا دعوی کیا گیا تھا۔ ان معاملات میں بھی اپیل گزاروں نے اپنی طرف سے کسی قسم کی لاپرواہی کی تردید کی تھی اور استدعا کی تھی کہ متعلقہ بجلی کی لائنیں مناسب دیکھ بھال کرنے کے باوجود اور ان کے قابو سے باہر حالات کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہیں۔ دو معاملات میں خاص طور پر یہ استدعا کی گئی کہ یہ غیر مجاز افراد کی کارروائیوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ ایک معاملے میں ایک شخص نے بجلی چوری کرنے پر لائن کو ہک کرنے کی کوشش کی تھی اور دوسرے میں کچھ افراد تالا توڑ کر سب اسٹیشن میں داخل ہوئے تھے اور اس مخصوص لائن کی بجلی آن کر دی تھی۔ عدالت عالیہ نے بنیادی طور پر اس حقیقت پر بھروسہ کیا کہ موت بجلی کے جھٹکے کی وجہ سے ہوئی تھی، اس طرح لاپرواہی ثابت ہوئی اور پھر معاوضہ دیا گیا۔ 1998 کے ایس ایل پی (سی) نمبر 19651 سے پیدا ہونے والی دیوانی اپیل میں، عدالت عالیہ کے ایک اور دو نفری بنچ (پی سی نائک اور پی کے موہنتی، جسٹس) نے اس بات کی تعریف کرتے ہوئے کہ اس طرح کے معاملات میں عرضی درخواست مناسب علاج نہیں ہے اور یہ کہ اپیل گزاروں کو یہ ثابت کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے کہ انہوں نے قواعد کے مطابق تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں اور یہ کہ موت اپیل گزاروں کی واحد لاپرواہی کی وجہ سے نہیں ہوئی، 30000 روپے کی عبوری راحت دی اور عرضی درخواست گزاروں کو ہدایت کی کہ وہ سول کورٹ سے رجوع کریں تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ انہوں نے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں۔ معاوضے کے لیے ان کا مقدمہ۔

اپیل گزاروں کے وکیل نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ کی طرف سے اپیل گزاروں کی طرف سے اٹھائے گئے مخصوص دفاع کے پیش نظر

عرضی درخواستوں پر غور کرنا اور عرضی درخواست گزاروں کی طرف سے عدالت عالیہ کے سامنے رکھے گئے کم مواد کی بنیاد پر لاپرواہی کے نتیجے پر پہنچنا انتہائی نامناسب تھا اور جس سے جرح نہیں کی گئی تھی۔ انہوں نے پیش کیا کہ یہ ثابت کرنے کے علاوہ کہ اموات بجلی کے جھٹکے کی وجہ سے ہوئی ہیں، عرضی درخواست گزاروں/ دعویداروں کے ذریعہ یہ بھی ثابت کرنا ضروری ہے کہ کس حالات میں بجلی کا جھٹکا لگا اور یہ کہ اموات متوفی کی کسی لاپرواہی کی وجہ سے نہیں ہوئیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان معاملات میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عرضی درخواست گزاروں کی طرف سے بیان کردہ حقائق کو اپیل گزاروں نے صرف ان پر اختلاف کرنے کی خاطر متنازعہ قرار دیا تھا اور یہ کہ اپیل گزاروں کی جانب سے اٹھائے گئے دفاع میں کوئی بنیاد نہیں تھی۔ دوسری طرف جواب دہندگان کے فاضل وکیل نے عدالت عالیہ کے فیصلوں کی حمایت کرنے کی کوشش کی جس کی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

ہماری رائے میں، عدالت عالیہ نے عرضی درخواستوں پر غور کرنے میں غلطی کی حالانکہ وہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کے استعمال کے لیے موزوں مقدمات نہیں تھے۔ عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر کارروائی میں غلطی کی کہ چونکہ متوفی اپیل گزاروں کی بجلی کی ترسیل کی لائنوں کے ٹوٹے ہوئے براہ راست تاروں کے رابطے میں آنے کے نتیجے میں بجلی کے جھٹکے کی وجہ سے ہوئی تھی جو کہ "تسلیم شدہ طور پر پہلی نظر میں اپیل گزاروں کی طرف سے لاپرواہی کے مترادف ہے"۔ عدالت عالیہ اس بات کی تعریف کرنے میں ناکام رہی کہ یہ تمام مقدمات تشدد کی کارروائیاں تھیں اور سب سے پہلے دعویداروں کے ذریعے لاپرواہی کو ثابت کرنے کی ضرورت تھی۔ محض یہ حقیقت کہ اپیل کنندہ نمبر 1 سے تعلق رکھنے والی بجلی کی ترسیل لائن کا تار ٹوٹ گیا تھا اور متوفی اس کے رابطے میں آیا تھا اور اس کی موت ہو گئی تھی، معاوضے کے لیے خود ہی کافی نہیں تھی۔ اس بات کا بھی جائزہ لینا ضروری تھا کہ آیا تار اپیل گزاروں کی کسی لاپرواہی کے نتیجے میں ٹوٹا تھا اور کن حالات میں متوفی تار کے رابطے میں آیا تھا۔ ان معاملات میں سے ہر ایک میں اپیل گزاروں کی طرف سے اٹھائے گئے مخصوص دفاع کے پیش نظر وہ یہ ثابت کرنے کے موقع کے حقدار تھے کہ ٹرانسمیشن لائنوں کو برقرار رکھنے میں مناسب دیکھ بھال اور احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں اور پھر بھی تار ان کے قابو سے باہر حالات یا تیسرے فریق کی غیر مجاز مداخلت کی وجہ سے ٹوٹ گئے تھے یا یہ کہ متوفی کی موت درخواست گزار کے بیان کردہ انداز میں نہیں ہوئی تھی۔ ان سوالات کا فیصلہ صرف حلف نامے کی بنیاد پر صحیح طریقے سے نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ طے شدہ قانونی حیثیت ہے کہ جہاں حقائق کے متنازعہ سوالات شامل ہیں وہاں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت درخواست مناسب علاج نہیں ہے۔ عدالت عالیہ نے نہ تو یہ فیصلہ دیا ہے اور نہ ہی یہ کہہ سکتی ہے کہ ان مقدمات میں تنازعات کو اٹھانے کی خاطر اٹھایا گیا تھا اور اس میں کوئی بنیاد نہیں تھی۔ عدالت عالیہ کو عرضی درخواست گزاروں کو سول کورٹ سے رجوع کرنے کی ہدایت کرنی چاہیے تھی جیسا کہ 1995 کے او جے سی نمبر 5229 میں کیا گیا تھا۔

شکنتلا دیوی بنام دہلی الیکٹرک سپلائی انڈرٹیکنگ، [1995] 2 ایس سی سی 369 میں اس عدالت کے فیصلے پر جواب دہندگان کے لیے فاضل وکیل کی طرف سے رکھی گئی ریلائنس واقعی جواب دہندگان کے لیے کوئی فائدہ مند نہیں ہے۔ یہاں تک کہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت ایک عرضی درخواست پر غور کرتے ہوئے، اس کیس کے مخصوص حقائق کے پیش نظر، اس عدالت نے واضح قیود میں مشاہدہ کیا کہ "مدعا علیہ 1 کے اہلکاروں کی لاپرواہی کے سوال کی مناسب جانچ ایک ایسے مقدمے میں کی جا سکتی ہے جہاں درست حقائق قائم کیے جا سکیں۔" اس معاملے میں، مدعا علیہ نمبر 1 کو آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت اختیارات کے استعمال میں معقول رقم کی ادائیگی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی اور وہ بھی اس وجہ سے کہ مدعا علیہ نمبر 1 نے اس کورس کو اپنانے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔ آرٹیکل 142 کے تحت اس عدالت کو جو اختیار دستیاب ہے وہ ہائی کورٹس کو دستیاب نہیں ہے، جیسا کہ اس عدالت نے سنچلکشری اور ایک اور بنام وجے

کمار رگھوویر پرساد مہتا اور انوٹر رجے ٹی (1998) 8 ایس سی 55 میں مشاہدہ کیا ہے۔

چونکہ عدالت عالیہ نے اپنے دائرہ اختیار کی نوعیت کو مناسب طریقے سے سمجھے بغیر آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال نہیں کیا، اس لیے متنازعہ فیصلے مسترد کیے جانے کے لائق ہیں۔ تاہم، اپیل گزاروں کے منصفانہ موقف کے پیش نظر کہ یہ اپیلیں صرف آزمائشی مقدمات کے طور پر دائر کی گئی ہیں اور وقت کے طویل وقفے کے پیش نظر وہ جواب دہندگان کو پہلے سے ادا کی گئی رقم کی وصولی نہیں کریں گے، ہم نہیں سمجھتے کہ اعتراض شدہ فیصلوں کو کالعدم قرار دینا ضروری ہے کیونکہ اس سے اپیل گزاروں کو متوفی کے وارث اور قانونی نمائندے ہونے کا دعوی کرنے والے افراد کی طرف سے سول عدالتوں میں کی جانے والی کارروائیوں سے دوبارہ بے نقاب کیا جاسکتا ہے۔ اوپر کیے گئے مشاہدات کے ساتھ، ہم ان تمام اپیلوں کو مسترد کرتے ہیں۔

ایس۔وی۔کے۔ائی

اپیلیں مسترد کردی گئیں۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:56
I am the author of this document